پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

انتخاب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران میں ہی خلافت سے متعلق چہ میگوئیاں شروع ہوگئی تھیں چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

میں موت کے وقت بنی عبدالمطلب کے چہروں کو پہچانتا ہوں۔ اللہ کی قسم تین دن کے بعد تم ڈنڈے کے غلام بن جاؤ گے۔ لہٰذا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلیں کہ خلافت کس کو ملے گی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: اللہ کی قسم اگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کردیا تو پھر لوگ کبھی بھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے لہٰذا اللہ کی قسم میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال نہیں کروں گا۔

(ملاحظہ ہو صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: مرض النبی ووفاتہ رقم الحدیث: ۴۴۴۷، کتاب الاستیذان باب المعانقۃ و قول الرجل کیف اصبحت؟ رقم الحدیث ۶۲۶۶)

اسی آخری بیماری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا کر وصیت لکھوا دیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کہنے والے کچھ اور کہیں اور تمنا کرنے والے تمنا کریں۔ (ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون) لیکن پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر ارادہ ترک کردیا کہ اللہ اور مؤمنین کسی دوسرے کو پسند نہ کریں گے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔

(ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف رقم الحدیث ۷۲۱۷، کتاب المرضیٰ باب قول المریض انی وجع رقم الحدیث ۵۶۶۶)

لیکن اس تمنا کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً خلافت کے لئے کسی کی نامزدگی نہیں فرمائی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو نامزد فرمادیتے تو کس میں رائے اختلاف ہوسکتا تھا؟

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بنی ہاشم، مہاجرین اور انصار کے درمیان اچانک اختلاف سامنے آیا۔ چنانچہ اس مسئلہ پر غور وخوض کے لئے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو وہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی معیت میں وہاں تشریف لے گئے۔

انصار رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ ”منا امیر و منکم امیر“ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا کہ **نحن الامراء وانتم الوزراء** امیر ہم میں سے ہی ہو اور وزیر تم میں سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجویز پر حضرت خباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

لا واللّٰہ لا نفعل منا امیر و منکم امیر. اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **لا ولکنا الامراء وانتم الوزراء هم اوسط العرب دارا واعربهم احسابا فبایعوا عمر او ابا عبیدة ابن الجراح. فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم.**

نہیں، امیر تو ہم ہی ہوں گے اور تم ہمارے وزیر ہو گے کیونکہ قریش گھرانے کے لحاظ سے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں لہٰذا تم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کر لی۔ ان کا بیعت کرنا تھا کہ تمام لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس اچانک انتخاب پر صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت سے مزید روشنی پڑتی ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتخاب صدیق کے تقریباً تیرہ سال (خلافت صدیق رضی اللہ عنہ، ۲ سال تین ماہ + خلافت فاروق رضی اللہ عنہ، ۱۰ سال ۶ ماہ = ۱۲ سال ۹ ماہ) کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ کی تفصیل بیان فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے پہلے ۲۳ھ میں حج ادا فرمایا۔ منیٰ میں ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

''اے امیر المؤمنین کیا آپ کو فلاں شخص کی ضرورت ہے جو کہتا ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا اور اللہ کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت یکا یک ہو گئی تھی اور پھر خیریت کے ساتھ انجام کو پہنچی۔'' (اسی طرح اس شخص کی بیعت بھی خیریت کے ساتھ انجام کو پہنچے گی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو سن کر بہت غضب ناک ہوئے اور فرمایا ان شاء اللہ شام کے وقت میں کھڑے ہو کر تمام لوگوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار کروں گا جو امورِ خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مشورے سے آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ حج سے فارغ ہو کر

ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ پہنچے تو جمعہ کے خطبہ میں آپ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ:

''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا اور کوئی شخص یہ کہہ کر فریب نہ دے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی یکا یک ہوئی تھی اور اس کا انجام بخیر ہوا۔ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت یکا یک ہی ہوئی تھی لیکن اللہ نے اس کی برائی سے بچا لیا (یعنی یکا یک بیعت کر لینے سے جن خدشات کا خطرہ تھا وہ ظہور پذیر نہیں ہوئے) تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسی فضیلت ہو۔'' **من بایع رجلا عن غیر مشورة من المسلمین فلا یبایع هو ولا الذی تابعه تغرة ان یقتلا** ''اب جس کسی شخص نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی دوسرے شخص کی بیعت کر لی تو اس کی اور اس کے متبع کی بیعت نہ کی جائے خصوصاً اس اندیشہ سے بھی ان کی بیعت سے گریز کیا جائے کہ وہ دونوں تو بہر حال قتل کر دیئے جائیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے بہتر تھے، انصار نے ہمیں پیچھے چھوڑ دیا وہ سب بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہو گئے اور خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں مشورہ کرنے لگے مہاجرین کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم سب انصاری بھائیوں کے پاس چلیں تو ہم انصار کی طرف گئے جب ہم انصار کے قریب پہنچے تو ان میں سے دو صالح آدمیوں نے انصار کے میلان خاطر کا ذکر کیا اور ہم سے کہا: اے گروہ مہاجرین تم کہاں جا رہے ہو؟

ہم نے کہا: انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: آپ کو وہاں نہیں جانا چاہیے۔ آپ اپنا کام کر لیں۔

میں (عمر) نے کہا: اللہ کی قسم ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ بنی ساعدہ کے سائبان میں پہنچے۔ ان لوگوں کے درمیان ہم نے ایک شخص کو کمبل اوڑھے دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا: انہیں بخار ہے۔

پھر ہم تھوڑی دیر بیٹھے رہے۔ انصار رضی اللہ عنہم کے خطیب نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا:

فنحن انصار اللّٰه وکتیبة الاسلام وانتم معاشر المهاجرین رهط وقد دفت دافة من قومکم فاذا هم یریدون ان یختزلونا من اصلنا وان یحضنونا من الامر.

ہم لوگ انصار ہیں اور اللہ کے لشکر ہیں۔ اے مہاجرین تم قلیل ہو۔ تمہاری قوم میں سے چند لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو ہماری جڑ سے علیحدہ کر دیں اور امورِ خلافت سے ہمیں دور رکھیں۔

جب وہ خطیب خاموش ہو گیا تو میں نے چاہا کہ میں کچھ بولوں۔ میں نے ایک ایسی بات سوچی تھی جو مجھے بہت اچھی معلوم ہو رہی تھی۔ میرا خیال تھا کہ میں اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کر دوں لیکن میں ان کا ایک حد تک لحاظ

بھی کرتا تھا۔ جب میں نے بولنا چاہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اپنی جگہ پر رہو۔ میں نے ان کو خفا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ انہوں نے تقریر شروع کی اور وہ مجھ سے زیادہ حلم اور وقار کے مالک تھے۔ اللہ کی قسم میری سمجھ میں جو جو باتیں آئی تھیں اور جو مجھ کو اچھی معلوم ہو رہی تھیں ان کو انہوں نے اسی طرح یا اس سے بھی زیادہ خوش اسلوبی سے بیان کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے انصار! تم نے جو جو فضیلتیں اپنی بیان کیں بے شک تم ان کے لائق ہو۔ مگر یہ امرِ خلافت تو قریش ہی کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ قریش از روئے نسب اور گھر کے سارے عرب سے افضل ہیں۔ میں تمہاری امارت کے لئے دو آدمیوں کو پسند کرتا ہوں ان میں سے تم جس کی چاہو بیعت کرلو۔ پھر انہوں نے میرا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا جو ہمارے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ پکڑا۔ انہوں نے جو کچھ فرمایا اس میں مجھے بجز اس بات کے اور کوئی چیز بری معلوم نہیں ہوئی۔ اللہ کی قسم مجھے اپنی گردن کا مارا جانا اس قوم کی سرداری سے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں بہتر معلوم ہوتا تھا۔

پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا: ہم اس کی جڑ اور اس کے اہم ستون ہیں۔ لہٰذا ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے۔

اس تجویز پر کچھ گڑبڑ ہونے لگی، آوازیں بلند ہونے لگیں۔ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ کہیں اختلاف نہ ہو جائے۔ میں نے کہا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ تو دراز کیجئے۔ انہوں نے ہاتھ دراز کیا تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر مہاجرین (اس موقع پر مہاجرین کی تعداد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سمیت چار یا پانچ افراد سے زیادہ نہ تھی) اور انصار نے بھی بیعت کر لی۔ اس طرح ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے۔ اللہ کی قسم جو امور ہمیں درپیش تھے ان میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ اہم کوئی کام نہیں تھا۔ اگر ہم لوگوں کو چھوڑ کر چلے جاتے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ ہوتی تو وہ اپنے میں سے کسی شخص کی بیعت کر لیتے۔ پھر یا تو ہمیں بھی ان کی متابعت کرنی پڑتی خواہ ہم اس سے راضی ہوں یا نہ ہوں یا مخالفت کرتے تو بڑی خرابی ہوتی:

فمن بایع رجلا علی غیر مشورة من المسلمین فلا یتابع ھو ولا الذی بایعہ تغرة ان یقتلا.

پس جس نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی شخص کی بیعت کی تو نہ اس کی پیروی کی جائے اور نہ اس شخص کی جس کی اس نے بیعت کی ہے۔ اس اندیشہ سے کہ وہ دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح بخاری **کتاب الحدود باب رجم الحبلیٰ من الزنا ......عن ابن عباسؓ رقم الحدیث ٦٨٣٠**)

سقیفہ بنی ساعدہ میں اس اچانک اور خاص بیعت کے بعد اگلے دن یعنی منگل کو مسجد میں لوگ جمع ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور خطبہ دیا۔ (**وابوبکر صامت لا یتکلم** اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے رہے

کوئی بات نہ کرتے تھے) کہ:

مجھے تو یہ امید تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک زندہ رہیں گے جب ہم دنیا سے اٹھ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے بعد وفات پائیں گے۔ خیر اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے تم میں ایک نور باقی رکھا ہے جس سے تم راہ پاتے رہو گے۔ اسی نور سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راہ بتلائی۔

’’وان ابابکر صاحب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم و ثانی اثنین وانہ اولی المسلمین بامورکم فقوموا فبایعوہ وکانت طائفۃ منھم قد بایعوہ قبل ذلک فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وکانت بیعۃ العامۃ علی المنبر.‘‘

وعن انس بن مالک سمعت عمر یقول لابی بکر یومئذ اصعد المنبر فلم یزل بہ حتی صعد المنبر فبایعہ الناس عامۃ.

بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور وہ غار میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ یہ تمام مسلمانوں سے زیادہ تمہارے والی ہونے کے مستحق ہیں لہٰذا تم سب کھڑے ہو جاؤ اور ان کی بیعت کرلو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ منبر پر چڑھئیے۔ بڑے اصرار کے بعد وہ منبر پر چڑھے۔ پھر تمام لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(**صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف رقم الحدیث ۷۲۱۹**) مستدرک حاکم، جلد:۳ ص:۷۶۔**السنن الکبریٰ للبیہقی**، جلد:۸،ص:۱۴۳، باب:**قتال اھل البغی الائمۃ من القریش**، کنز العمال، جلد:۳،ص:۱۳۱، **البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر**، جلد:۵،ص:۲۴۸۔۲۴۹ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے احباب نے بھی اسی بیعت عامہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی لیکن صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر، صحیح مسلم **باب حکم الفئی**۔ مسند ابی عوانہ جلد۴ص ۱۴۶، **السنن الکبریٰ للبیہقی**، جلد:۶،ص:۳۰۰ **کتاب قسم الفئی والغنیمۃ**، تاریخ ابن جریر طبری بحث السقیفۃ (ابن خلدون نے بحوالہ طبری لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چالیس روز کے بعد بیعت کی تھی یہی صحیح ہے ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون مترجم جلد اول ص۲۲۲)، تاریخ ملت، جلد: اوّل، ص:۱۲۴، مؤلفہ مفتی زین العابدین میرٹھی، سیر الصحابہ حصہ اوّل، ص:۴۲۔ مؤلفہ شاہ معین الدین ندوی اور دیگر متعدد اربابِ تاریخ وسیر نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد یعنی ۶ ماہ کے بعد بیعت کی تھی یہاں اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کے

حوالے سے اس بیعت کا ذکر ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہیں دی اور خود ہی نماز جنازہ پڑھا کر رات کے وقت ہی دفن کر دیا۔

فلما توفیت دفنھا زوجھا علیّ لیلا ولم یؤزن بھا ابا بکر و صلّی علیھا.

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی قدر ومنزلت تھی لیکن جب ان کا انتقال ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے چہرہ پر ناراضی کے آثار محسوس کیے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اور ان سے صلح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہلوایا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور اپنے ساتھ کسی کو نہ لائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ آپ ان کے پاس اکیلے نہ جائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ان سے کیا خطرہ ہے؟ میں تنہا ہی جاؤں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور فرمایا: یقیناً ہم آپ کی فضیلت اور جو کچھ اللہ نے آپ کو بزرگی دی ہے اس کے معترف ہیں اور جو خیر (خلافت وغیرہ) اللہ نے آپ کو دی ہے اس پر آپ سے حسد نہیں کرتے لیکن آپ اس معاملہ میں خود مختار ہوگئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے ہم اس میں اپنا حصہ سمجھتے تھے۔

(ولکنک استبدت علینا بالامر وکنا نریٰ لقرابتنا من رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم نصیبا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ان باتوں پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں زوال کے بعد بیعت کرلوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر منبر پر تشریف لے گئے، تشہد پڑھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیفیت، ان کا بیعت سے تخلّف اور ان کی معذرت بیان کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا، مغفرت کی دعا کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان کی اور فرمایا:

''بیعت میں اس وجہ سے دیر نہیں ہوئی کہ ہمیں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں کوئی حسد تھا اور نہ اس وجہ سے کہ ہمیں ان کی اس فضیلت کا انکار تھا جو فضیلت اللہ نے ان کو بخشی ہے البتہ اس معاملہ میں ہم اپنا حصہ سمجھتے تھے۔ ابوبکر

رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں خود مختار ہو گئے'' (پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی) اور تمام مسلمان ان کی اس بات سے خوش ہو گئے۔ انہوں نے کہا: تم نے ٹھیک کہا اس کے بعد تمام مسلمان (حسب سابق) ان سے محبت کرنے لگے۔
(صحیح بخاری۔ کتاب المغازی باب غزوہ خیبر رقم الحدیث ۴۲۴۱ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبیؐ لا نورث......عن عائشہؓ)

اس تفصیل سے واضح ہو گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کس طریقے سے اور کس ماحول میں ہوئی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ، ان کے احباب اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عدم مشاورت کی وجہ سے شاکی رہے اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے چند دن پہلے اپنے خطبۂ جمعہ میں سازشی حضرات کو متنبہ کرتے ہوئے اس طریقہ کو آئندہ کے لئے نظیر بنانے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ: کوئی شخص یہ کہہ کر فریب نہ دے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی یکایک ہوئی تھی اور اس کا انجام بخیر ہوا۔ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت یکایک ہی ہوئی تھی لیکن اللہ نے اس کو برائی سے بچا لیا۔ تم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسی فضیلت ہو اب جس کسی شخص نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی دوسرے شخص کی بیعت کر لی تو اس کی اس خوف سے بیعت نہ کی جائے کہ وہ دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث وتاریخ کی روایت کے مطابق اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے احباب نے فوری بیعت نہیں کی تھی تاہم باقی ماندہ حضرات نے اگلے دن مسجد میں بیعت کر لی تھی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے انعقاد کے وقت سقیفہ بنی ساعدہ میں جو لوگ موجود تھے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بالخصوص مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہ کے جملہ اہل حل وعقد نہیں کہلاتے تھے۔ اس انتخابی مجلس میں مدینے کے تمام عوام تو کجا پورے خواص بھی جمع نہ تھے چند انصار اور تین چار مہاجرین پر وہ کل مجلس مشتمل تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی فراستِ ایمانی سے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے نطق وکلام کی تیزی اور تندی کے بعد بغیر مشورہ کے از خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کی وہاں موجود شرکا نے توثیق کر دی جبکہ باقی حضرات نے اگلے دن مسجد میں بیعتِ عامہ کے ذریعے اپنے اتفاق کا اظہار کیا۔

☆......☆......☆